قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ

دین کی نصرت کے لئے اک آسماں پر شور ہے | عسیٰ ان یبعثک ربک مقاما محمودا | اب گیا وقت خزاں آئے ہیں پھل لانیکے دن

ہفتہ میں دو بار شائع ہوتا ہے

[illegible]

دنیا میں ایک نبی آیا۔ پر دنیا نے اسکو قبول نہ کیا لیکن خدا اُسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کر دے گا (الہام حضرت مسیح موعودؑ)

چندہ غیر ممالک سے سات روپے

الفضل

میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا (الہام حضرت مسیح موعودؑ)

جلد ۴ | ۲۹ مئی ۱۹۱۷ء | نمبر | مطابق ۷ شعبان المعظم ۱۳۳۵ھ | نمبر ۹۴

فہرست مضامین

مدینۃ المسیح

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی طبیعت خدا کے فضل سے نہایت اچھی ہے۔ اور حضور مہمات دین کی سرانجام دہی میں شب و روز مصروف ہیں اللھم متعنا بطول حیاتہ۔

جلسوں پر جانے والے اکثر علماء واپس تشریف لے آئے ہیں۔ جلسہ سیالکوٹ بحمد اللہ کامیابی ختم ہوا۔

شیخ محمد مبارک اسمٰعیل صاحب بی۔اے بی ٹی گوجرہ سے اور چودہری نذر محمد صاحب معہ اہل بیت ڈیرہ غازیخاں سے اور بابو عبدالرحیم صاحب میدان جنگ سے دارالامان تشریف لائے

جلسہ سیالکوٹ۔ جناب مولوی شیر علی صاحب سیالکوٹ سے تحریر فرماتے ہیں کہ آج ۲۶ مئی کو شیخ محمد یوسف صاحب و میر محمد اسحٰق صاحب کے مضامین

اخبار احمدیہ

دین کو دنیا پر مقدم کرنے کی ایک مثال

برادر محمد سلطان صاحب سکرٹری انجمن احمدیہ لودہراں ضلع ملتان سیدنا حضرت اولوالعزم کی خدمت میں ایک احمدی بھائی کے متعلق ایک واقعہ لکھتے ہیں۔ ہم اُسے اسلئے درج اخبار کرتے ہیں تا معلوم ہو کہ ہمارے بھائی مشکلات اور نازک وقت میں بھی کس طرح دین کو دنیا پر مقدم کر کے دکھاتے ہیں۔ لکھتے ہیں

"حضور کے ایک غلام نے اپنے والد غیر احمدی کا جنازہ نہیں پڑھا۔ لوگوں نے وجہ دریافت کی۔ تو اس مصیبت و غم کی حالت میں بھی خدا کے نبی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دعاوی صادقہ کی تبلیغ شروع کر دی۔ اور

با دیدہ تر کہا۔ بھائیو! یہ میرا والد ہے۔ اب تک وہ میرے ساتھ دنیا کے معاملات میں احسان کرتا رہا ہے۔ مگر ان کو بار بار مسیح موعود علیہ السلام کے دعوے اور دلائل سنکر بھی امام الزمان کو قبول کرنے کی توفیق نہیں ملی۔ بلکہ خدا کے مامور اور روشن نشانوں کی تکذیب کرتا رہا ہے۔ اور ایسے شخص کا جنازہ پڑھنا حضرت مسیح موعود نے ناجائز قرار دیا ہے چونکہ صادق کا حکم ہے۔ اور میں دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا وعدہ کر چکا ہوں۔ اسلئے مجبور ہوں۔ بعض نے کہا کوئی یوں ہی عذر کر دینا تھا۔ اُسنے کہا جھوٹ بولنے سے پھر گنہگار رہوں۔ غرض لوگوں نے قسم قسم کی باتیں کیں۔ جو کہیا دیں۔ مگر وہ ایمان کا مضبوط تمام کام غسل وغیرہ اپنے ہاتھ سے کرنے کے بعد جنازہ کے وقت علیحدہ کھڑا ہو گیا اسکی اس دلیری اور قربانی کا مجھ پر نہایت اثر ہوا۔ اسلئے حضور کے سامنے یہ واقعہ پیش کرتا ہوں۔ کہ اُسکے لئے دعا فرمائیں

(باہتمام شیخ عبدالرحمٰن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپا)

جاوے۔ ہمارے بھائی احمدی کا نام محمد رمضان ذات ونجاؤ ہے۔ خدا اس کو دین و دنیا میں بار آور کرے۔ آمین"

موضع مزار میں تبلیغی جلسہ

مولوی عبد السلام صاحب قوال شہر سے لکھتے ہیں کہ موضع مزار میں ۱۳ مئی کو پندرہ روزہ تبلیغی جلسہ ہوا۔ کریام سے حاجی غلام احمد خاں صاحب اور ننگل سے چودہری غلام قادر خان صاحب اور کریم پور سے مولوی امام الدین و چودہری احمد الدین صاحبان وغیرہ تشریف لائے۔ انکے علاوہ دیگر مقامات کے احباب نے بھی جلسہ میں شمولیت کی۔

پہلے خود مولوی عبد السلام صاحب نے ایک خطبہ نکاح پڑھا۔ آپکے بعد چودہری غلام قادر خان صاحب نے ضرورت امام پر تقریر کی۔ آپکے بعد مولوی عبد السلام صاحب نے باوا نانک صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب کے متعلق تقریر کی۔ تقریر کے بعد سوال و جواب کے لئے وقت دیا گیا۔ بھائی سندر سنگھ صاحب نے جنم ساکھی کے کچھ متعلق حوالہ پڑھے۔ جن کا مناسب جواب دیا گیا۔ بعد اس کے حاجی غلام احمد خان صاحب نے صداقت مسیح موعود پر تقریر کی۔ اور پھر حکیم عطا محمد صاحب نے تقریر کی۔ بیرونی احباب کو بھائی کمال الدین صاحب نے کھانا کھلایا۔

لنڈن کا خط

جناب قاضی محمد عبد اللہ صاحب بی اے بی ٹی۔ مسلم مشنری لنڈن کے خط نوشتہ ۵ اپریل سے معلوم ہوا ہے کہ آپ اس ہفتہ خوب کام میں مشغول رہے۔ اور تسلی بخش کام ہوا ہے۔ پارک میں ایک دہریہ سے گفتگو ہوئی۔ بہت سے لوگ بھی جمع ہو گئے۔ ... دہریہ دوسروں کو حق پہنچنے کا ذریعہ ہو گیا۔ بڑے استہزاء سے کلام کر رہا تھا۔ جناب قاضی صاحب نے اُسے کہا کہ آپنے جس سے علم سیکھا ہے اُس پر اعتبار کر کے ہی سیکھا ہے۔ لیکن اگر کسی بچہ کو A کی شکل دکھا کر کہا جائے۔ کہ یہ A ہے۔ اور وہ بحث کرنے لگ جائے کہ ایسی شکل کیوں ہے۔ اسکے ایسا ہونے کی کیا وجہ ہے۔ کس نے یہ شکل بنائی ہے۔ تو بتلاؤ وہ کس طرح علم پڑھ سکتا ہے۔ اس کے لئے ضروری ہے کہ ابتداءً استاد کی بات پر اعتبار کر کے اسے قبول کرے تا اس کے علم میں ترقی ہو۔ اور وہ علم کی حقیقت کو سمجھ جائے اسی طرح آپ کو چاہیئے۔ آپ بات تو کوئی مانتے نہیں اور اپنی کہے چلے جاتے ہیں۔ بڈھا آدمی تھا۔ اس کی بار بار کی شوخی سے مجبور ہو کر جناب قاضی صاحب کو اس سے پوچھنا پڑا کہ تمہیں اس بات کا کیونکر یقین ہے کہ تم اپنے ہی باپ کے بیٹے ہو۔ کہنے لگا۔ میری ماں نے کہا تھا اور وہ ایک اچھی راست باز عورت تھی۔ قاضی صاحب نے کہا۔ اسی طرح خدا پر تم یقین کیوں نہیں لاتے۔ جبکہ ہر زمانہ میں بڑے بڑے عظیم الشان انسانوں نے جو بڑے راست گو اور متقی ہوئے ہیں۔ مختلف ممالک میں خدا کے ہونے کی شہادت دی ہے۔ چنانچہ اس زمانہ میں بھی ایک شخص نے خدا کے وجود کی گواہی دی ہے۔ اور اس کے ثبوت میں بڑے بڑے نشانات دکھلائے ہیں۔ اس کی تفصیل میں حضرت مسیح موعود کی پیشگوئیاں سنائی گئیں۔ اس گفتگو کا سامعین پر بہت اچھا اثر ہوا

جناب قاضی صاحب اپنے دوسرے خط میں جو ۱۲ اپریل کا لکھا ہوا ہے۔ تحریر فرماتے ہیں کہ:۔ اس ہفتہ ایسٹر کی تعطیلات تھیں۔ پارکوں میں بڑے بڑے مجمع ہوتے رہے۔ جن میں دو طرح سے تبلیغ کی گئی۔ ایک تو ٹریکٹ تقسیم کئے گئے۔ دوسرے حضرت مسیح موعود کی آمد کی منادی کی گئی۔ بعض مسیحی لوگ سیدنا مسیح کی نوحہ خوانی کر کے اسکے دوبارہ جی اٹھنے کی امید پر خوش ہو رہے ہیں۔ قاضی صاحب نے صداقت مسیح موعود اور آمد مسیح موعود پر تقریر کی جسے لوگوں نے توجہ سے سنا۔

اسی خط میں جناب قاضی صاحب یہ خوشخبری بھی سناتے ہیں کہ ایک اور خاتون سلسلہ احمدیہ میں داخل ہوئی ہے۔ خدا اُسے استقامت دے۔ آمین

ولایت کے تمام احمدی مردوں و عورتوں کے لئے دعا کی جاوے۔ ہم۔۔ خدا تعالے انکی مشکلات کو دور کرے۔ اور ہر وقت ان کا حامی و ناصر ہو۔ آمین

درخواست دعا

برادر ملک بشیر محمد صاحب گورنمنٹ سے ملازمت میں کامیابی حاصل ہونے کے لئے۔ اور سید عبد الدین صاحب سوداگر منٹگمری برادر نواب الدین صاحب پنجابی سوداگر مقام مرچنگوں اور شیخ عبد العزیز صاحب نوشہروی ایبٹ آباد سے اور برادر غلام حسین صاحب احمدی گنگ سے اپنی اور اپنی اہلیہ کی صحت کے لئے اور برادرم محمد اسحق صاحب قادیانی بصرہ سے بخیریت رہنے کے لئے درخواست دعا کرتے ہیں۔ احباب دعا فرماویں

فہرست نومبائعین

بابت ماہ مئی ۱۹۱۶ء

یہ نمبر شمار جنوری ۱۹۱۶ء سے شروع ہوتا ہے مگر اسے بالکل مکمل نہ سمجھنا چاہیئے۔ بعض ایسے لوگ جو قادیان آکر بیعت کرتے ہیں۔ ان کے نام محفوظ رکھنے کی اسوقت تک کوئی مناسب تدبیر نہیں کیگئی۔ پھر بعض ڈاک کے ذریعہ بیعت کرنیوالوں کے نام بھی مہتمم ڈاک کی فہرست سے کسی نہ کسی باعث سے رہ جاتے ہیں۔ دفتر الفضل کو جسقدر نام مہیا ہو سکتے ہیں۔ انکو شائع کر دیا جاتا ہے۔ اور انہیں کا یہ نمبر شمار ہے۔ (ایڈیٹر)

نمبر	نام	مقام
۷۰۵	غلام سرور صاحب	ضلع ملتان
۷۰۶	مہتاب بی بی صاحبہ	" "
۷۰۷	حکیم دین محمد صاحب	" سیالکوٹ
۷۰۸	اہلیہ منشی قلندر بخش صاحب	" ہوشیارپور
۷۰۹	الٰہی بخش صاحب	" گوجرانوالہ
۷۱۰	مسماۃ زینب بی بی صاحبہ	" "
۷۱۱	اہلیہ ماسٹر فتح محمد صاحب	پاکپٹن
۷۱۲	درمان خان صاحب	قلات
۷۱۳	محمد دین صاحب	ضلع گوجرات
۷۱۴	مسماۃ کرم بی بی صاحبہ	ضلع گوجرانوالہ
۷۱۵	رحمت علیخان صاحب	" ہوشیارپور
۷۱۶	خوشی محمد صاحب	" گوجرات
۷۱۷	علی محمد صاحب	" گوجرانوالہ
۷۱۸	اللہ دتا صاحب	لائل پور
۷۱۹	اہلیہ " "	"
۷۲۰	دختر " "	"
۷۲۱	منشی غلام محمد خان صاحب	پشاور
۷۲۲	سجاول خان صاحب	ایبٹ آباد
۷۲۳	نواب الدین صاحب	ضلع ہوشیارپور

(باقی آئندہ)

الفضل
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
قادیان دارالامان - ۲۹ مئی ۱۹۱۷ء

ایک نہایت ضروری مسئلہ

جماعت احمدیہ کی شرح پیدائش کا اندازہ

کسی قوم اور جماعت کی ترقی و تنزل خوشحالی و بدحالی کا اندازہ کرنے کے لئے جہاں کئی ایک اور ذرائع ہیں وہاں ایک ذریعہ یہ بھی ہے۔ کہ اس کی شرح پیدائش اور اموات کو دیکھا جائے۔ اور معلوم کیا جائے۔ کہ اموات کے مقابلہ میں پیدائش کی رفتار بڑھی ہوئی ہے یا نہیں؟ اگر پیدائش بہ نسبت اموات کے زیادہ ہوگی۔ تو یہ اس کی ترقی کی علامت ہوگی۔ اور اگر کم ہوگی تو اس کے تنزل کا ثبوت دیگی۔ تمام مہذب اور متمدن گورنمنٹوں نے اسی غرض و غایت کو مدنظر رکھ کر ایسے محکمے بنائے ہوئے ہیں۔ جن کے ذریعہ رعایا کی پیدائش اور اموات کا حساب رکھا جاتا ہے اور رجسٹروں میں باقاعدہ اندراج کیا جاتا ہے۔ نیز کچھ کچھ عرصہ کے بعد "مردم شماری" بھی کی جاتی ہے۔ جس سے معلوم ہوتا رہتا ہے۔ کہ پہلے کی نسبت اب رعایا ترقی کی طرف قدم بڑھا رہی ہے یا تنزل کی طرف۔ اگر ترقی کر رہی ہو تو بہت خوشی کی بات ہوتی ہے۔ اور اگر پہلے کی نسبت کچھ کمی واقعہ ہو گئی ہو۔ تو پھر ان اسباب اور وجوہات کو تلاش کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ جو کمی کا موجب ہوئے ہوں اور ان کے ازالہ کی صورت پیدا کی جاتی ہے۔

اس قسم کے انتظام کی جہاں ایک گورنمنٹ کو ضرورت ہے۔ وہاں اپنے طور پر ہر ایک اس قوم اور جماعت کو بھی ضرورت ہے۔ جو اپنے پیش نظر ایک وسیع اور عظیم الشان مستقبل رکھتی ہے۔ تا وہ بھی اپنی رفتار ترقی کا اندازہ لگا سکے۔ اور دیکھ سکے۔ کہ آیا اس کی نسل دست اجل کی پیدا کردہ کمی کو پورا کر کے کچھ اضافہ بھی کر رہی ہے یا نہیں؟

اس زمانہ میں خدا تعالےٰ کے فضل و کرم کے ماتحت جماعت احمدیہ ہی ایک ایسی جماعت ہے۔ جس سے خدا تعالےٰ کے بڑے بڑے عظیم الشان وعدے ہیں۔ اور جسے اپنے مستقبل کے نہایت مبارک اور خوش کن ہونے کی اُمید ہی نہیں۔ بلکہ یقین ہے۔ اسلئے اسے خاص طور پر ایسا انتظام کرنے کی ضرورت اور حاجت ہے۔ جس سے معلوم ہو سکے کہ اس میں کے وہ لوگ جو اپنی زندگی کے دن پورے ہونے پر داعی اجل کو لبیک کہکر عالم بقا کی طرف سدھار رہے ہیں۔ ان کی جگہ لینے کے لئے کس قدر نئی اور تازہ روحیں قالب خاکی میں داخل ہو کر صفحہ حیات پر رُونما ہو رہی ہیں۔ اس وقت تک مذکورہ بالا انتظام کی ایک شق تو کسی حد تک پوری ہو رہی ہے۔ اور اخبار الفضل کا کوئی پرچہ ہی ایسا ہوتا ہے۔ جسمیں "نماز جنازہ" کی سرخی کے نیچے ایک دو یا اس سے بھی زیادہ مرد و زن کی فوتیدگی کا اعلان کیا جاتا ہو۔ لیکن دوسری شق یعنی پیدائش کے متعلق کوئی ایسا انتظام نہیں ہے۔ جس سے ہم یہ اعلان کر سکیں کہ کس قدر بچے پیدا ہوئے ہیں اور اس طرح جہاں ہم فوت ہونے والوں کی افسوسناک اطلاع دیکر احباب کے قلوب میں رنج و غم کے احساسات پیدا کرتے ہیں۔ وہاں پیدا ہونے والے بچوں کی فرحت افزا خبر پہونچا کر خوشی اور راحت کے جذبات بھی پیدا کر سکیں۔ نیز ہم جس طرح فوت ہونے والوں کے لئے دعائے مغفرت کی تحریک کرتے ہیں۔ اسی طرح ولادت پانے والوں کے لئے درازیٔ عمر۔ نیک بخت اور صالح ہونے کی دعا بھی کرا سکیں۔ اور وہ جماعت جو دعا کی حقیقت سے واقف اور اس کے اثر سے آگاہ ہے۔ اس کو یہ بتلانے کی ضرورت نہیں۔ کہ تمام جماعت کی دعا اس کے بچوں کے لئے کس قدر مفید اور بابرکت ثابت ہوگی۔ اور کیسے اعلیٰ اور عمدہ نتائج پیدا کریگی۔ اس بہت بڑے فائدہ کے علاوہ یہ بھی معلوم ہوتا رہے گا۔ کہ ہماری جماعت میں شرح اموات کے مقابلہ میں شرح پیدائش کس قدر ہے آیا کم ہے یا زیادہ۔ اگرچہ تمام جماعت کے متعلق اس بات کا بالکل صحیح اور درست اندازہ لگانے کے لئے یہ طریق کافی نہیں ہوگا۔ لیکن فی الحال اس سے بڑھکر کوئی اور تجویز زیر نظر بھی نہیں ہے کہ احباب اپنے بچوں کی ولادت کی اطلاع ہم تک پہونچا دیا کریں۔ اور ہم ان کو اخبار میں شائع کر دیا کریں۔ اس طرح دیگر فوائد کے علاوہ یہ بھی پتہ لگتا رہے گا۔ کہ ہماری جماعت میں اموات کے مقابلہ میں شرح پیدائش کیا ہے۔

اس میں شک نہیں کہ خدا کے فضل و کرم سے ہماری جماعت کی تعداد دن بدن بڑھ رہی ہے۔ اور سعید روحیں جوق در جوق سلسلہ احمدیہ میں داخل ہو رہی ہیں۔ جن کا اعلان "نو مبائعین" کی سرخی کے نیچے ہوتا رہتا ہے لیکن اس بات کے معلوم کرنے کے لئے کہ قدرت کا قانون توالد و تناسل ہماری کس قدر مدد اور تائید کر رہا ہے۔ اور اس کے ذریعہ ہماری تعداد میں کس قدر اضافہ ہو رہا ہے ضروری ہے کہ جہاں تک ہو سکے۔ ہم اپنی جماعت کے نوزائیدہ بچوں کی تعداد سے واقف ہوتے رہیں۔

یہ ایک نہایت ضروری اور اہم امر ہے۔ اور جماعت احمدیہ کو نہایت شوق اور توجہ سے اس کی طرف متوجہ ہونا چاہیئے۔ اور خاصکر اس لئے بھی۔ کہ اس کی موجودہ صورت میں کوئی محنت۔ تکلیف اور خرچ کا سوال درپیش نہیں ہے۔ صرف ہمیں اطلاع دینے کی ضرورت ہے جو نہایت معمولی اور آسان کام ہے۔ لیکن اگر اس کے نتائج اور فوائد کو دیکھا جائے۔ تو بہت مفید اور کارآمد ہیں۔

گورنمنٹیں جس احتیاط اور باقاعدگی کے ساتھ بچوں کی پیدائش کا حساب رکھتی ہیں۔ اور اس پر بے شمار روپیہ صرف کرتی ہیں۔ وہ کوئی پوشیدہ بات نہیں ہے اور اس کا معمولی سا اندازہ ان شمار و اعداد سے ہو سکتا ہے جو حال ہی میں گریٹ برٹن کے متعلق شائع ہوئے ہیں۔ ان سے ثابت کیا گیا ہے۔ کہ آغاز جنگ کے بعد سے بمقابلہ لڑکیوں کے لڑکوں کی شرح پیدائش رُو بہ ترقی ہے۔ اور وہ اس طرح کہ رجسٹرار جنرل کے اعداد سے منکشف ہوتا ہے کہ گذشتہ پچاس سال میں ایک ہزار لڑکیوں کے مقابلہ میں جہاں ۱۰۳۲ و ۱۰۴۳ کے مابین لڑکے متولد ہوتے تھے۔ وہاں گذشتہ دو سال یعنے جنوری ۱۹۱۵ء سے لڑکوں کی شرح ۱۰۴۲ سے بڑھتی ہوئی ۱۹۱۶ء کی آخری سہ ماہی میں ۱۰۵۱ تک پہونچ گئی ہے۔ گویا دوران جنگ

میں گریٹ برٹن میں ہر سال تین سے چار ہزار تک زیادہ لڑکے پیدا ہو رہے ہیں ٭

ان اعداد کے مہیا کرنے میں جو محنت اور کوشش ہوئی ہوگی۔ اس کو مدنظر رکھ کر ہر ایک شخص سمجھ سکتا ہے کہ یہ کیسا ضروری کام ہے۔ اور اس سے کیسے کیسے مفید نتائج مترتب ہوسکتے ہیں ٭

پس ہماری جماعت کو ہماری اس گذارش پر کہ پیدا ہونے والے بچوں کی اطلاع ہمیں شائع کرنے کے لئے حتی المقدور باقاعدہ دی جایا کرے خاص توجہ کرنی چاہیئے ٭

اگر احباب نے اس طرف فوراً توجہ فرمائی۔ تو انشاءاللہ ہم بہت جلد ہی "اخبار احمدیہ" کی ذیل میں "ولادت" کا مستقل عنوان قائم کر سکینگے ٭

نیز احباب اگر اس امر کے متعلق اپنے اپنے خیالات کا اظہار فرماویں یا ہماری تائید میں آواز اٹھائیں تو ہم شکرگذاری کے ساتھ قوم کے سامنے پیش کر دینگے۔ تاکہ یہ تجویز زیادہ تائید کے ساتھ تمام جماعت میں جلدی شرف قبولیت حاصل کر سکے ٭

دربارِ خلافت

۱۲ مئی ۱۹۱۷ء بعد نماز عصر سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح ثانی حسب معمول مسجد میں ہی تشریف فرما تھے۔ احباب کا مجمع تھا مختلف مسائل پر گفتگو ہو رہی تھی کہ جنات کا تذکرہ چلا۔ اس کے متعلق حضور نے ایک مختصر سی تقریر فرمائی۔ جسے میں اپنے فہم کے اعتبار پر اپنے ہی الفاظ میں قلمبند کرتا ہوں۔ اور آئندہ کوشش کروں گا۔ کہ احباب کرام کو دربار خلافت میں بیٹھنے والے سعادت و نکات سے بہرہ اندوز کر سکوں۔ (رپورٹر الفضل)

جنات کی حقیقت حضرت نے فرمایا۔ میں نے جہاں تک قرآن کریم میں اس قوم کے متعلق غور کیا ہے۔ یہ بات صاف نظر آتی ہے اور کسی قسم کی اس میں دقت باقی نہیں رہتی۔ کہ اول تو جیسا حضرت خلیفۃ المسیح اول فرمایا کرتے تھے۔ کہ جنوں سے مراد بڑے آدمی۔ مضرت رساں چیزیں۔ کیڑے مکوڑے یا اسی قسم کی چیزیں ہیں۔ بہت حد تک یہ بات بھی ہمارے لئے اس مسئلہ میں آسانی پیدا کر دیتی ہے۔ مگر میں نے قرآن کریم پر غور کیا ہے۔ اس میں بعض مقامات ایسے ہیں۔ کہ ہم ان کی یہ تاویل نہیں کر سکتے۔ میں نے آیات کو الگ الگ بھی کیا کہ کسی طرح وہ حصہ اس کے متحمل ہو سکیں۔ مگر نہیں انکی کوئی تاویل نہیں کی جاسکتی ٭

ہم قرآن کریم میں بعض جگہ اس وقت تاویل بھی کر لیتے ہیں۔ جبکہ کوئی آیت قرآن کریم کے دوسرے مقامات سے ٹکراتی ہو۔ اور بغیر اس کے کوئی چارہ کار نہ ہو۔ کہ تاویل کی جائے۔ لیکن اس کے متعلق میں نے غور کیا ہے۔ مجھ کو اس میں مطلق تاویل کی گنجائش نظر نہیں آئی۔ میں اس نتیجہ پر پہونچا ہوں کہ جن ایک الگ وجود ضرور ہے۔ مجھے یاد ہے کہ ۱۹۰۵ء میں ایک احمدی کا خط حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پاس آیا کہ میری ہمشیرہ پر جن آتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس کا جواب لکھا۔ اور ہنستے ہوئے گھر میں سنایا۔ اور فرمایا۔ کہ وہ اس غریب عورت پر کیوں آتے ہیں۔ انکو چاہیئے کہ ان لوگوں کے سر چڑھیں جو اسلام کے دشمن ہیں۔ اور انکو مجبور کریں کہ تم اسلام قبول کرو ٭

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی یہ بات اور پھر خود میرا غور کرنا ان دونوں سے میں اس نتیجہ پر پہونچا ہوں کہ جن بھی ملائکہ کی طرح ایک الگ وجود ہیں۔ اور یہ بات قرآن کریم سے ثابت ہے کہ جنوں کی ایک الگ قوم ہے ان میں سے ایک گروہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے وقت میں آپ کے پاس آکر ایمان لایا اور اسلام قبول کیا۔ پھر یہ بھی ثابت ہے۔ کہ آنحضرت نے اس قوم سے باتیں کیں ٭

اس بات کے ثابت ہو جانے کے باوجود یہ تحقیق نہیں کہ ان کا انسانوں سے بھی کوئی تعلق ہے۔ کیونکہ اسلئے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو جنگوں میں سخت سخت تکلیفیں اٹھانا پڑیں۔ جنگ بدر کس قدر خطرناک جنگ تھی۔ احزاب بھی اپنی تکالیف کے لحاظ سے کچھ کم نہ تھی لیکن اگر جنوں کا انسانوں سے کوئی تعلق ہوتا۔ تو ضرور تھا کہ وہ جن جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے تھے۔ ان جنگوں میں شامل ہوتے۔ مسلمانوں کے پہلو بہ پہلو کفار سے لڑتے۔ اور ان کو ہلاک کرتے ٭

قرآن کریم میں آیا ہے کہ مومنوں پر نبی کی مدد کے لئے جنگوں میں شامل ہونا لازمی ہے۔ اور ایک گروہ اس قسم کا بیان کیا ہے۔ جو جنگوں میں شامل ہونے سے معذور رہے لیکن وہ لوگ جو باوجود استطاعت اور طاقت رکھنے کے کسی خاص معذوری کے بغیر جنگوں میں شامل نہیں ہوئے۔ انکو قرآن کریم منافق قرار دیتا ہے۔ لیکن ادھر جب ہم جنوں کو دیکھتے ہیں۔ تو معلوم ہوتا ہے کہ جن نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کسی ایک جنگ میں بھی شامل نہیں ہوئے۔ اور نہ کسی میدان جنگ میں انہوں نے ان دشمنان اسلام کے جو نبی کریم کے مقابلہ میں صف آرا تھے۔ تیر دآزمائی کی ہے ٭

پھر قرآن کریم سے ہمیں یہ بھی معلوم ہوتا ہے۔ کہ خداوند کریم ان جنوں کی جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے تھے تعریف کرتا ہے۔ پس ایک طرف مومنوں کو جنگ میں شامل ہونے کا حکم دینا۔ اور نہ شامل ہونے والوں کی مذمت کرنا اور انکو منافق کہنا۔ اور ایک گروہ مومنوں کا ایسا قرار دینا جو جنگ میں شامل نہ ہو سکتا تھا۔ صاف طور پر ثابت کرتا ہے کہ جنوں کا تعلق آدمیوں سے نہیں تھا اگر ہوتا تو ضرور تھا کہ وہ بھی ان سخت اور تکلیف کے وقتوں میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی مدد کرتے۔ اگر کہا جائے۔ کہ ان کا تعلق آدمیوں سے ضرور رہتا ہے۔ کیونکہ وہ لوگوں پر آتے۔ اور ان سے عجائب کار سرزد کراتے ہیں۔ تو ماننا پڑے گا کہ نعوذ باللہ وہ جن جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے تھے۔ منافق طبع تھے کہ ایسے وقت میں کچھ کام نہ آئے۔ مگر اس کے متعلق کوئی کیا کہیگا۔ کہ ان کی تعریف بھی موجود ہے۔ حالانکہ جنگ میں نہ شامل ہونے والوں کی قرآن کریم مذمت کرتا ہے پس معلوم ہوا کہ جن ایک ایسی قوم ہے۔ جو اس گروہ میں شامل ہے۔ جو جنگ میں شامل ہونے سے معذور تھا ٭

جناب مولانا روشن علی صاحب نے عرض کیا کہ احادیث میں یہ جو آتا ہے۔ کہ جنگوں میں ضرورت کے وقت تھوڑی چیز زیادہ ہو جاتی تھی۔ اور ایک آدمی کو کفایت نہ کرنیوالی

غذا ایک لشکر کے لئے کافی ہو جاتی تھی۔ وہ شاید جنوں کے عمل سے ہی بڑھ جاتی ہو۔ فرمایا کہ اول تو وہ اور بات ہے۔ لیکن اگر ہم ایسا مان بھی لیں کہ جنوں کے عمل سے ہی ایسا ہوتا تھا تو یہ تو ضرور ہونا چاہیئے تھا۔ کہ نبی کریم ﷺ کو اس کا علم ہو جاتا اور آپ دوسروں کو بھی بتا دیتے۔ کیونکہ جب وہ آپ پر ایمان لائے۔ تو آپ نے ان کا ایمان لانا لوگوں پر ظاہر کیا۔ پھر کیا وجہ تھی۔ کہ جب وہ مومن گروہ آپ کی کسی نہ کسی رنگ میں ایام جنگ میں مدد کر رہا تھا۔ تو آپ نے اس کا ذکر تک نہ کیا۔ تاکہ دوسرے لوگوں کو جنگ سے اور زیادہ دلچسپی ہوتی۔ اور اگر وہ اوروں کو نظر نہیں آئے تھے۔ تو کم از کم آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو تو ضرور نظر آتے ؛

جناب حافظ صاحب نے پھر عرض کیا کہ اس احمدی کی ہمشیرہ کے متعلق تو یہ بھی ہے کہ اس پر آنے والے جن بحث مباحثہ بھی کرتے ہیں۔ حضرت نے فرمایا کہ ہاں یہ تو قرآن کریم سے بھی ثابت ہے۔ کہ ایمان لانے والے جنوں نے دوسرے جنوں سے مباحثہ کیا۔ ان کو جا کر حق سنایا۔ مگر یہ نہیں کہ آدمیوں سے مباحثہ کیا ہو۔ اپنی ہی قوم سے مباحثہ کیا تھا۔ سو یہ ہم مانتے ہیں ؛

خاکسار راقم نے عرض کیا کہ حضرت یہ تو سب کچھ سہی۔ مگر وہ جو مار پیٹ کرتے اور چیزیں لا لا کر دیتے ہیں اس کا کیا مطلب ہے۔ فرمایا۔ یہ معمولی بات ہے۔ شریروں کی باتیں اور انکے ہتھکنڈے ہوتے ہیں۔ نیز یہ ایک مرض ہے جسے ہسٹیریا کہتے ہیں۔ اس میں گرد و پیش کے جو حالات صحت کی حالت میں انسان دیکھتا ہے۔ اور قصہ جنوں وغیرہ کے متعلق سنتا رہتا ہے۔ ان کا اثر دماغ پر ہوتا ہے اور یہ تمام باتیں دل و دماغ میں گھر کر لیتی ہیں۔ جب انسان کی صحت زائل ہو جاتی ہے۔ اور مرض کا دورہ شروع ہوتا ہے تو اس وقت وہی خیالات جو صحت کی حالت میں سنے ہوتے ہیں۔ اور ان کا اثر غالب ہوتا ہے وہ حواس باختگی کی حالتیں ظاہر ہونے شروع ہو جاتے ہیں ؛

بعض تو شرارت سے ایسا کرتے ہیں۔ لیکن بعض مریض بھی ہوتے ہیں۔ مگر بعض لوگ جنھوں نے کسی شریر کو مار کر درست کیا ہوتا ہے۔ جب کسی مریض کو دیکھتے ہیں کہ اسی قسم کی گپ شپ اڑا رہا ہے۔ تو وہ اس کو آسیب زدہ خیال کر کے مارنا شروع کر دیتے ہیں۔ جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ بیچارہ مریض جان بحق ہو جاتا ہے۔ ایسی بہت سی مثالیں مل سکتی ہیں۔ یہ نسخہ شریروں پر تو مفید ثابت ہوتا ہے مگر مریضوں کی جان پر آ بنتی ہے ؛

غزل

(از جناب خان صاحب ذو الفقار علیخان صاحب گوہر رام پوری)

جورِ اعدا کے گِلے تیری جدائی کے گِلے
اس دلِ تنگ میں ہیں ساری خدائی کے گلے

تابِ نظارہ تھی پھر ہوسِ دید یہ کیا؟
اوسیہ! طور تجھے ہوش ربائی کے گلے

آستاں بوسئی دربارِ محبت معلوم
سنگِ در کو بھی ہیں جب ناصیہ سائی کے گلے

دو تو جانب اثرِ بیخودئی عشق ہے
نارسائی کے گلے ہوں نہ رسائی کے گلے

وائے تقدیر کہ فریاد کی یہ داد ملی
اور الٹے ہیں انہیں ہرزہ سرائی کے گلے

اے جنوں اب تیرا دنیا میں ٹھکانا ہی نہیں
خارِ صحرا کو بھی ہیں آبلہ پائی کے گلے

گرہ بند قبا تھی میری قسمت کی گرہ
میرے سر ناخن اس عقدہ کشائی کے گلے

وادئی حرص کو تم وادئی ایمن سمجھے
رہنماؤں سے ہیں پھر راہنمائی کے گلے

کوئی ایسا بھی ہے جس سے نہیں شکوہ تم کو
تم خداوند ہو۔ پھر کیوں ہیں خدائی کے گلے

مکتبِ صبر و تعشق نے بنایا مسلم
اب نہ غربت کی شکایت نہ گدائی کے گلے

اثرِ شکوۂ بیداد ہے ظاہر گوہر
یاں لڑائی کے وہاں شوق صفائی کے گلے

سوال

خواجہ حسن نظامی صاحب نے اپنی کتاب "محرم نامہ" میں لکھا ہے کہ امام حسن علیہ السلام کے دفن میں حضرت عائشہ مانع ہوئی تھیں۔ دریافت کرنے پر خواجہ صاحب نے بتایا جینے یہ واقعہ طبری سے لیا ہے۔ خواجہ صاحب مہربانی فرما کر طبری۔ جلد۔ صفحہ بتلائیں۔ کیونکہ تلاش کرنے پر نہیں ملا ؛ (ایک مستفسر)

"خدا کے قہری نشان"

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے زار روس کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیشگوئی کے پورے ہونے پر ایک جمعہ میں خطبہ اسی پیشگوئی پر پڑھا۔ اور ایک اشتہار "زلزلہ خدا کے زبردست نشان" کے عنوان سے شائع فرما کر ملک میں کثرت سے شائع کرایا اور خواہش فرمائی۔ کہ احباب اس کو کثرت سے شائع کریں اور مختلف زبانوں میں ترجمہ کر کے مختلف ملکوں میں پھیلائیں مخالفین جن کا شیوہ ہی یہ ہے کہ خواہ کیسی ہی کھلی بات سلسلہ کی صداقت کی ظاہر ہو۔ وہ ضرور اعتراضات کیا کرتے ہیں۔ اس پیشگوئی پر بھی اعتراضات کئے۔ ان اعتراضات کے جواب میں حضور نے مندرجہ عنوان نام کا ایک اشتہار شائع فرمایا ہے۔ احباب دفتر ترقی اسلام قادیان سے محصول ڈاک بھیجکر منگوائیں۔ اور لوگوں میں تقسیم کریں ؛

کوائف ڈیرہ غازیخاں

(ایک ذمہ دار کے قلم سے)

احمدیہ لائبریری سے غیر مبائعین کا قطع تعلق

اللہ تعالیٰ کا ہزار ہزار شکر ہے کہ غیر مبائعین کا تعلق لائبریری احمدیہ سے بالکل قطع ہو گیا ہے۔ یہ ایک نشان ہے جو یہاں ظہور میں آیا ہے۔ بظاہر کوئی صورت نہ ہونے کی وجہ سے ہم لوگ حیران تھے کہ کس طرح ان سے ہمارا پیچھا چھوٹیگا۔ مگر غیب سے ایسے اسباب پیدا ہو گئے۔ کہ اللہ تعالےٰ نے سب کچھ خود ہی کر دیا۔ جب ایک عرصہ تک پیغامیوں معہ غیر احمدیوں سے ملکر ہمیں تقریروں کے ذریعہ کوسنے کی مشق کی۔ ہمارے تبلیغی جلسوں میں غیر مہذبانہ شور و غل ڈالا۔ اور اسقدر تعدیوں میں بڑھ گئے کہ عین ہمارے جلسے کے اندر ایک ہی جگہ اپنا جلسہ اور تقریر شروع کر دی اور ہمارے جلسے کے حاضرین کو اپنی طرف بلانے کے لیئے یہ آوازے کسے کہ جو کلمہ گو ہے وہ وہاں نہ بیٹھے یہاں آکر بیٹھے۔ تو ہمارے دل بہت ہی غمزدہ ہوئے۔ جس سے اللہ تعالیٰ کی غیرت کو جوش آیا۔ اور انہی کے ہاتھوں ایسی کارروائیاں کرائیں جن کا نتیجہ یہ ہوا کہ لائبریری احمدیہ سے انکا کوئی بھی تعلق باقی نہ رہا۔ اور اس طرح آیندہ کے لیئے یہاں کی جماعت احمدیہ پیغامی ظالمانہ اور بیباکانہ حملوں سے محفوظ ہو گئی۔ الحمد للہ علیٰ احسانہ۔ مفصل کیفیت اس طرح ہے کہ پیغامیوں کو خیال پیدا ہوا کہ لائبریری پر کسی طرح وہ اپنا قبضہ و دخل حاصل کریں۔ چنانچہ ہم سے انہوں نے کہنا شروع کیا۔ کہ کمرہ لائبریری کا ایک دروازہ اور ایک الماری انکے حوالہ کر دیجاوے تا کہ دروازہ کو وہ اپنا قفل لگائیں اور الماری میں بھی اپنی کتب انکی اپنی تحویل میں رہیں۔ اور جب چاہیں وہ لائبریری کھول سکیں اور بند کر سکیں۔ دوسری الماری اور دروازہ ہمارے پاس رہے۔ یہ ایک تقسیم کی صورت انہوں نے ہمارے سامنے پیش کی۔ اپنے اس مدعا کو حاصل کرنیکے لیئے ہم پر دباؤ ڈالنے کی انکو ایک یہ تجویز بھی سوجھی کہ اس معاملہ کے تصفیہ کے لیئے ایک معزز سرکاری افسر کو درمیان میں لے آئے مگر ہماری طرف سے صاف یہی جواب دیا گیا کہ اگرچہ یہ لائبریری مشترکہ چندوں سے تیار ہوئی ہے جسمیں احمدیوں غیر احمدیوں بلکہ ہندوؤں تک کا چندہ شامل ہے مگر موجودہ اختلاف سے پہلے یہ لائبریری انجمن احمدیہ ڈیرہ غازیخاں کی ملکیت قرار پا چکی ہے۔ اور انجمن احمدیہ ڈیرہ غازیخاں موجودہ اختلاف سے پہلے کی باضابطہ سرٹیفکیٹ حاصل کردہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کی منظور شدہ شاخ ہے صدر انجمن احمدیہ کی مطبوعہ رپورٹوں میں یہ ملکیت درج موجود ہے۔ انجمن احمدیہ ڈیرہ غازیخاں صدر انجمن احمدیہ قادیان کی طرف سے اس پر قابض ہے۔ ان حالات میں وہ لوگ جو خواہ اپنے آپکو احمدی بھی کہتے ہوں۔ مگر انکا صدر انجمن احمدیہ قادیان سے بلا براہ راست اور نہ بوساطت انجمن احمدیہ ڈیرہ غازیخاں کوئی تعلق ہو کس طرح اس لائبریری پر کسی قسم کا حق رکھ سکتے ہیں جب سے ان لوگوں نے مقامی انجمن احمدیہ ڈیرہ غازیخاں اور صدر انجمن احمدیہ قادیان سے تعلق توڑا۔ تو انکا لائبریری سے کوئی واسطہ نہیں رہا پس انکی یہ خواہش اور مطالبہ ناواجب اور بیجا ہے۔ ان قوی وجوہات کے مقابلہ میں انکے پاس کوئی دلیل نہ تھی۔ ناچار انہیں اپنے اس بیجا مطالبہ سے دست بردار ہونا پڑا۔ اگرچہ ایک خود نمکاہ اور فساد کی صورت بناکر زبردستی قبضہ حاصل کرنے کے لیئے مکان لائبریری پر قفل لگانا چاہا مگر اسمیں بھی اللہ تعالیٰ نے انہیں ناکام رکھا۔ ابتداء قیام لائبریری کے وقت بعض احمدیوں نے اپنی اپنی کتابیں اس اقرار کے ساتھ لائبریری میں دی تھیں کہ جب چاہینگے واپس لے لینگے۔ چنانچہ جو کتابیں غیر مبائعین کی لائبریری میں تھیں وہ سب انکو واپس دیدی گئی ہیں لائبریری میں اب سوائے انجمن کی اپنی کتب اور بعض مبائعین کی مستعار کتب کے اور کوئی کتاب نہیں ہے۔ اور نہ ہی دیگر قسم کا غیر مبائعین کا تعلق لائبریری سے باقی ہے۔ خدا جانے پیغامیوں کے دلوں میں ہماری تحریک کے متعلق کیا کیا ارادے ہونگے جو انہوں نے لائبریری پر قابض ہونیکی صورت میں باندھ رکھے ہونگے۔ مگر یہ ظاہر ہے کہ انکی یہ ایک زبردست خواہش تھی۔ کہ لائبریری کے جلسہ گاہ پر وہ اپنا مجوزہ پیغامی جلسہ کر سکیں جس میں انہوں نے اپنے امیر اور مولوی صدرالدین صاحب کو مدعو کیا ہوا تھا۔ انکی یہ تمنا اس وجہ سے بہت ہی بڑھی ہوئی تھی۔ کہ اس سے پہلے ہمارے اسی جگہ دو عظیم الشان سالانہ جلسے ہو چکے تھے جنمیں قادیان دارالامان سے تشریف لائے ہوئے احمدی علماء یہاں اپنے علم و فضل کا سکہ بٹھا گئے تھے۔ وہاں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سچی اور اصلی تعلیم لوگوں کے دلوں پر نقش کر گئے تھے۔ اسلیئے غیر مبائعین کی آرزو تھی کہ امسال ہمارے جلسہ سے پہلے یہ اپنا جلسہ قائم کر کے لوگوں کو ہم سے متنفر کرنے میں کامیاب ہو جاویں۔ مگر اللہ تعالیٰ کی غیرت نے گوارا نہ کیا جہاں اسکے فرستادہ اور نبی کی عزت قائم کی گئی تھی۔ وہاں ان لوگوں کو تسلط دے جو بروقت آنحضرت کی عزت و عظمت کو پامال کرنے کے درپے رہتے ہوں۔ ان لوگوں کی نیت ہمیشہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپکے غلام حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ہتک کرنیکی ہوتی ہے کیونکہ ہر جگہ انکا اپنے وعظوں اور تقریروں میں اس امر پر زور ہوتا ہے کہ اب کوئی نبی نہیں آسکتا۔ گویا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی غلامی اور متابعت میں یہ اثر نہیں ہے کہ وہ کسی کو یہ کہنے کا فخر دے سکے کہ اسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ماتحت آپ ہی کی تاقیامت زندہ رہنے والی شریعت کا خادم نبی ہونیکا مرتبہ اور منصب حاصل ہو گیا ہے۔ غرض ان لوگوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ہتک کا ارادہ کیا۔ اللہ تعالیٰ نے خود انکو ذلیل کر دیا اور توفیق ہی چھین لی کہ وہ اپنے ان ناپاک ارادوں کے ساتھ اس جگہ قدم بھی رکھ سکیں چہ جائیکہ وہاں سپیچیں اور لکچر دیں۔

گذشتہ سال بھی پیغامیوں کی طرف سے اعلان ہوا تھا کہ خواجہ کمال الدین کا احاطہ لائبریری احمدیہ میں لکچر ہوگا اسدفعہ بھی مطبوعہ اشتہار شائع کیئے گئے تھے۔ لیکن نہ خواجہ کو اور نہ امیر پیام اور آپکے رفقا کو احمدیہ جلسہ گاہ میں آنے اور تقریر کرنیکی توفیق ملی۔ بلکہ مسجد احمدیہ میں بھی آنا اور نماز پڑھنا تک نصیب نہ ہوا۔

غیر احمدیوں کا غیر مبائعین سے سلوک

پھر جنکی خاطر اور جنکو خوش کرنیکے لیئے انہوں نے مرکز اور خصوصیات سلسلہ سے قطع تعلق کیا تھا افسوس انہوں نے بھی کوئی انسے اچھا سلوک نہ کیا۔

نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم
نہ ادھر کے رہے نہ ادھر کے رہے۔

غیر احمدیوں کے جلسہ گاہ کی بناوٹ و سجاوٹ میں غیر مبائعین نے اسقدر سرگرمی سے حصہ لیا کہ گویا ان کا اپنا ہی جلسہ ہے اور کہ اب ان میں اور ان میں کوئی پردہ مغائرت باقی نہیں رہا۔ مگر جب غیر مبائعین کو اپنا جلسہ کرنے کے لیئے جلسہ گاہ کی ضرورت پیش آئی۔ اور تازہ قائم شدہ تعلقات کے بھروسہ پر غیر احمدیوں سے انکی سٹیج مانگی تو انہوں نے صاف انکار کر کے انکی ساری امیدوں پر پانی پھیر دیا۔ پہلی ذلت کے بعد یہ دوسری ذلت انکو نصیب ہوئی۔ مگر اسی پر بس نہیں مولوی صدرالدین صاحب کو بڑی کوششوں سے غیر احمدیوں کے

جلسہ میں مدعو کرایا گیا۔ اور خیال کیا گیا کہ وہ آکر لوگوں کے دلوں کو مسخر کرینگے۔ مگر قدرت کے کرشمے عجیب ہوتے ہیں۔ پہلے لکچر میں ہی جو رات کے وقت ہوا۔ ہرچند مولوی صدرالدین صاحب نے اس بات پر خاص زور دیکر کہ جو کلمہ پڑھے۔ اہل قبلہ ہو اور مسلمانوں کا ذبیحہ کھائے وہ مسلمان ہے وہ کافر نہیں ہو سکتا۔ لوگوں کے دلوں کو اپنی طرف مائل اور ہم سے متنفر کرنیکی پوری کوشش کی۔ مگر دوران تقریر میں بے ساختہ کئی بار انکے مُنہ سے ایسے کلمات نکل جاتے رہے۔ جن سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی صریح طور پر وفات ثابت ہوتی تھی۔ چنانچہ اس پہلی تقریر میں ہی سامعین میں چہ میگوئیاں اور سرگوشیاں شروع ہو گئیں۔ غیر احمدی جلسہ اسی رات کو ختم ہو جانا تھا۔ مگر مولوی صدرالدین صاحب کی دوسری تقریر کی خاطر ایک دن کا اضافہ کیا گیا۔ اور اعلان کیا گیا کہ پچھلے پہر کو مولوی صدرالدین صاحب کا لکچر ہوگا۔ لوگ بھی جمع ہو گئے اور مولوی صاحب بھی تقریر کرنیکے لیے تیار ہو کر موجود ہوئے۔ اتفاق سے ایک غیر احمدی جنازہ آگیا۔ سب لوگ شامل نماز جنازہ ہوئے مگر غیر مبائعین شامل نہ ہوئے انکی اس حرکت کو عام لوگوں نے سخت ناپسند کیا۔ اور انکو معلوم ہو گیا کہ یہ ساری انکی ملمع سازی ہے۔ رات کو تو اس امر پر زور تھا کہ سب کلمہ گو مسلمان ہیں۔ اور آج یہ حال ہے کہ مسلمان کی نماز جنازہ میں شامل نہیں ہوتے۔ معترض باوجودیکہ اعلان بھی کیا گیا تھا کہ مولوی صاحب لکچر دینگے اور مولوی صاحب تیار ہو کر آ بھی گئے تھے۔ لوگ بھی جمع ہو چکے تھے۔ پھر بھی مولوی صاحب کو بغیر تقریر کرانے کے رخصت کر دیا گیا۔ اور اس طرح یہ اپنا سا منہ لیکر اپنی جگہ پر واپس آئے۔ یہ تیری ذلت تھی جو انہیں اُٹھانی پڑی۔ امید کیجاتی ہے کہ آیندہ کبھی غیر احمدی اپنے جلسہ میں کسی پیغامی لکچرار کو مدعو کرنے کا نام بھی نہ لینگے۔ اور پیغامیوں میں بھی اگر کچھ غیرت کا مادہ باقی ہے تو کبھی اس طرح غیر احمدیوں کے جلسوں میں شریک ہونے کا خیال دلمیں نہ لائینگے۔ کاش یہ لوگ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعلیم کے خلاف نہ کرتے تو یہ بُرے اور ذلت کے دن نہ دیکھتے ✦

مولوی صدرالدین صاحب نے اپنی ولایتی مشن کی کارگذاری کے دکھلانے کے لیے اسلامک ریویو سے نئے مسلمان ہونیوالے یورپین مردوں اور عورتوں کی تصویریں بھی اثنائے تقریر میں دکھلائیں۔

جماعت احمدیہ کا جلسہ

اسد فعہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے انجمن احمدیہ ڈیرہ غازیخان

کا تیسرا سالانہ جلسہ بفضلہ اللہ تعالیٰ کا بحد شکر و احسان ہے کہ اس نے یہاں کی جماعت کو خلافت ثانیہ کی بے شمار برکات سے محروم نہیں رکھا۔ کہاں یہ چھوٹی سی کمزور جماعت اور کہاں برابر تین سال سے متواتر سالانہ جلسوں پر زر کثیر صرف کرکے اہتمام کے قابل ہونا۔ یہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل ہے جو حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ کی دردمندانہ دعاؤں کا نتیجہ ہے۔ مخالفین ہماری اس ہمت کو دیکھکر حیرت میں ہیں۔ اور ہماری دیکھا دیکھی انہیں بھی شوق پیدا ہو گیا ہے کہ وہ بھی اپنے سالانہ جلسے کریں۔ چنانچہ اب کے پہلی بار شیعوں اور پیغامیوں نے ہمارے جلسہ سے پہلے اپنے جلسے کیئے۔ لطف کی بات ہے کہ پرانے اور نیز رافضیوں کے جلسے ایک ہی سال سے شروع ہوئے ہیں۔ جس سے انکی ایکدوسرے سے مناسبت ظاہر ہو رہی ہے انکے علاوہ عنقریب اہلحدیث کا جلسہ ہونیوالا ہے جس میں امرتسری مولوی ثناءاللہ صاحب کو مدعو کیا گیا ہے ✦

جلسہ سے پہلے کی کارروائی

احمدیہ جلسہ کی تاریخوں کے متعلق کسی غلط فہمی کی بناء پر

حکیم خلیل احمد صاحب جلسہ سے چند دن پہلے یہاں تشریف لے آئے۔ اُن کا پہلے آنا بہت ہی مفید ثابت ہوا۔ اللہ تعالیٰ کی شان عجیب ہے۔ ایک طرف مولوی صدرالدین صاحب کی تقریر غیر احمدی سٹیج پر بند کر دیجاتی ہے۔ مگر دوسری طرف اسی وقت ہمارے پاس غیر احمدیوں کی طرف سے پیغام پر پیغام آنا شروع ہو جاتا ہے کہ حکیم خلیل احمد صاحب کی تقریر کرائی جاوے۔ ہم سننے کے از حد خواہشمند ہیں۔ چنانچہ انکے اصرار پر پریذیڈنٹ انجمن احمدیہ ڈیرہ غازیخاں مکرمی معظمی سردار شیر بہادر خاں صاحب کے مکان پر جہاں مولانا حکیم صاحب فروکش تھے۔ رات کے وقت تقریر کا انتظام کیا گیا۔ اگرچہ تنگی وقت کے باعث نہ کوئی اشتہار دیا جا سکتا ہے نہ منادی کرائی جا سکتی ہے اور نہ ہی مکان ایسی جگہ واقع ہے جو عام گذرگاہ ہو۔ مگر پھر بھی کافی لوگ آجاتے ہیں۔ اور بہت دیر رات گئے تک خاموشی سے پورے لطف کے ساتھ تقریر سنتے ہیں۔ ایک شخص بھی نہیں اُٹھتا جب تک کہ حکیم صاحب خود تقریر ختم کرکے بیٹھ نہیں جاتے۔ حکیم صاحب نے جس قلبی

جوش اور درد دل سے اس تقریر میں تبلیغ کا حق ادا کیا وہ انہی کا حصہ تھا۔ تبلیغ کا کوئی پہلو نہ تھا جو آپ نے چھوڑا ہو۔ آپ نے ضرورت امام اور صداقت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر مبسوط اور عام فہم تقریر کی جسے سب نے ہمہ تن گوش ہو کر سُنا۔ سامعین پر اس تقریر کا بہت ہی اچھا اثر ہوا۔ اس سے پہلے ایک تقریر آپکی مکرمی برادرم چودھری نذر محمد صاحب کے مکان پر بھی ہوئی تھی برادرم موصوف نے اپنی جماعت کو دعوت ولیمہ کی۔ ضیافت جسمانی کے ساتھ ضیافت روحانی کا بھی انتظام کیا۔ اور سابقہ تعلقات کی بناء پر یہاں کے پیغامی بزرگ کو بھی مدعو کیا مگر انہوں نے شریک ہونے سے انکار کر دیا۔ اور لکھا کہ چونکہ اس مجلس میں مسئلہ احمدیہ پر تقریر ہوگی۔ جسمیں (نعوذ باللہ) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتک ہے۔ اسلیئے ایسی مجلس میں مَیں شریک ہونا نہیں چاہتا۔ انکے جواب میں انکی خدمت میں لکھا گیا کہ یہ آپکا بہتان ہے کہ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتک کرنیوالے ہیں۔ بہرحال اگر آپ تقریر سننا پسند نہیں کرتے۔ تو فقط کھانا تناول فرمانے کو تشریف لے جا سکتے ہیں۔ تقریر بعد میں ہوگی۔ تاہم آپ نے انکار ہی کیا۔ بلکہ جب انکے گھر کھانا بھجوایا گیا۔ تو بھی لینا گوارا نہ کیا۔ یہ ہے ان کا اخلاق حسنہ جس پر اسقدر ناز کیا جاتا ہے۔ ایک طرف انکی یہ حالت ہے اور دوسری طرف اعتراض ہم پر ہے کہ غیر مبائعین سے ہماری مواکلت و مجالست بند کر دی گئی ہے خدا جانے کس منہ سے یہ اعتراض کیا کرتے ہیں مولانا حکیم صاحب کی تقریر مسئلہ احمدیہ پر بہت ہی فائدہ مند ثابت ہوئی۔ حکیم صاحب کی ایک تقریر ختم نبوت پر ایک بڑی بڑے مکان پر بھی ہوئی جسمیں علاوہ اپنی جماعت کے لوگ۔ اور چند ایک غیر احمدی بھی تھے۔ اگر طوالت کا خوف نہ ہوتا تو میں حکیم صاحب کی ان تقریروں کا خلاصہ درج کر دیتا جن میں بعض بہت ہی عجیب نکات بیان کیئے گئے تھے۔ اللہ تعالیٰ حکیم صاحب کو جزائے خیر دے کہ کئی دن یہاں ٹھیر کر انہوں نے یہاں کی جماعت کو اپنے علم و فضل اور فیض صحبت سے مستفیض ہونیکا موقعہ دیا ✦

(باقی آئندہ)

تبلیغِ انگلستان

لنڈن پہنچے احباب کرام کو بذریعہ تار خیر اطلاع مل چکی ہوگی۔ کہ یہ عاجز بخیریت لنڈن پہنچ گیا ہے۔ برادر قاضی عبداللہ صاحب کو بخیریت پایا۔ جس مکان میں قاضی صاحب رہتے ہیں۔ وہ موقع تبلیغ کے لحاظ سے بہت موزوں ہے۔ لیکن بہت تنگ اور تیسری منزل پر ہے۔ اسواسطے آسانی سے لوگ نہیں آسکتے۔ اگر نیچے کی منزل پر اس سے ذرا کشادہ مکان اسی اسٹریٹ میں مل جائے تو بہتر ہوگا۔ گو اسپر خرچ زیادہ ہوگا۔ مگر بغیر خرچ کرنے کے کام میں حرج کا اندیشہ ہے۔ مخلوق اپنے دنیاوی کاموں میں ایسی محو ہے کہ کسی کو بات کرنے کی فرصت نہیں ایسے لوگوں میں تبلیغ بہت مشکل کام ہے۔ اور بہت خرچ چاہتی ہے۔ مگر اللہ تعالےٰ کے حضور میں سب کچھ آسان ہے۔ اور وہی رزق کا بہم پہنچانے والا ہے ؏

مکرم برادر قاضی صاحب بہت محنت سے کام کر رہے ہیں۔ سردی کے اثر سے انکے ہاتھوں پر آماس ہو رہا ہے۔ دوران سر ہو جاتا ہے۔ سب کام ان کو خود کرنا پڑتا ہے۔ بہت سے چھوٹے چھوٹے کام ایسے ہیں۔ کہ اگر انکے کرنے کے واسطے کوئی خادم ساتھ ہو۔ تو تبلیغی کاموں کے واسطے بہت سا وقت بآسانی بچ سکتا ہے۔ مثلاً کوئی ایسا شخص ہو۔ جو کھانا پکا دے پیکٹ بنا دے۔ ڈاک لیجاوے۔ پانی گرم کردے وغیرہ۔

میں اپنے سفر کے حالات جہاز میں سے ۱۶ دن تک برابر لکھتا رہا ہوں۔ اور امید ہے کہ وہ اخبار میں شائع ہو گئے ہونگے۔ (شایع ہو چکے ہیں۔ ایڈیٹر) مگر اس کے بعد ہوا کے کسی قدر تیز ہونے اور جہاز کے حرکت کرنے سے میری طبیعت خراب ہو گئی۔ اور ایک دن صبح سے رات تک سخت تکلیف رہی۔ دوران سر تھی اور ایسی شدید قے کہ جس سے معدہ تو پہلی دفعہ ہی خالی ہو گیا۔ اور اسکے بعد خالی ابکائیاں۔ اور وہ بھی بے قدے ایسا معلوم ہو کہ انتڑیاں بھی باہر آنے کو طیار ہیں۔ خدا کا فضل ہوا۔ کہ ایک دن سے زیادہ ایسی تکلیف نہوئی ورنہ معلوم نہیں۔ کہاں تک نوبت پہنچتی۔ ڈاکٹر برابر آتا رہا۔ دوائیں دیتا رہا۔ خود میرے پاس بھی کئی دوائیں تھیں۔ وہ بھی استعمال کی گئیں۔ مگر آرام تب ہی ہوا جبکہ سمندر کچھ ساکن ہوا۔ اور جہاز کی حرکت کم ہوئی۔ بار بار کی قے سے بے ہوشی سی ہو جاتی۔ سرہانے سے سر اٹھانا مشکل۔ مگر اس تکلیف میں بھی خدا کا شکر ہے کہ طبیعت دعاؤں کی طرف متوجہ رہی۔ احباب کی درخواستیں دعاؤں کی میرے سامنے تھیں۔ الگ الگ بھی دوستوں کے واسطے دعائیں کیں۔ اور بحیثیت مجموعی بھی دعائیں کیں اللہ تعالےٰ اپنے فضل اور رحمت سے قبول فرما وے۔ آمین ثم آمین ؏

ایک نو احمدی فرانس میں تبلیغ بہت کم ہو سکی۔ کیونکہ وہاں کے لوگ انگریزی نہیں جانتے اور میں فرانسیسی نہیں جانتا۔ تاہم اشاروں میں کچھ باتیں ہوتی رہیں۔ ہاور (بندرگاہ فرانس) میں چند عرب مل گئے جو کارڈف جا رہے تھے۔ کچھ فرانس میں رہتے ہیں انکو تبلیغ کی گئی۔ انہیں سے ایک عرب بنام حاجی محمود بن علی نے بیعت کی۔ جسکی درخواست بحضور حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ اس خط کے ساتھ ارسال ہے۔ یہ حاجی صاحب کئی زبانیں بول سکتے ہیں۔ فرانسیسی۔ لاطینی۔ جرمن۔ ترکی وغیرہ ؏

انگلستان میں پہلی غذا۔ ہاور سے سوتھ ایمپٹن تک جہاز کا راستہ چند گھنٹوں کا ہے۔ مگر اس میں ایسی شدید تکلیف ہوئی۔ کہ پہلے سارے راستہ میں نہ ہوئی تھی۔ قے پر قے اور ابکائیاں اور دوران سر۔ الامان۔ ایک مصیبت کی رات تھی جو خدا کے فضل سے دعاؤں میں کٹ گئی۔ سخت ضعف ہو گیا جس کا اثر اب تک ہے۔ صبح کنارے اترتے پر بہت دیر پاسپورٹ کے ملاحظہ میں لگی۔ کیونکہ آدمی بہت تھے پھر ریل پر سوار ہو کر لنڈن آیا۔ وہاں اتنی فرصت بھی نہ ملی۔ کہ تار ہی دے دیتا۔ اچانک قاضی صاحب کے پاس ۱۱ بجے کے قریب پہنچا۔ انہوں نے شکر کا سجدہ کیا رات کی تکلیف کے سبب سے کچھ اشتہا نہ تھی۔ صبح سے کچھ کھایا نہ تھا۔ قاضی صاحب کی میز پر ایک پیکٹ مومی کپڑے میں جس پر نام کا پڑا تھا۔ مگر فرستندہ کا نام نامعلوم۔ کیونکہ چٹ پھٹی ہوئی تھی۔ کھولکر دیکھا۔ تو اس میں بصرہ کا خرما تھا۔ مجھے پھلوں میں سے کھجور (خرما) بہت پسند ہے۔ بدیں خیال کہ عرب کا میوہ ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کھایا کرتے تھے۔ چند دانے کھائے۔ اور فرستندہ کے واسطے دعا کی۔ الٰہی دفتر میں تو سب ایڈریس محفوظ ہیں۔ انشاء اللہ دعا اپنے ٹھکانے پر پہنچ جاویگی یہ سب سے پہلی غذا ہے۔ جو میں نے ملک انگلستان میں آکر کھائی

سبز عمامہ یہاں جس بازار سے میں گذرتا ہوں۔ مرد و عورت خصوصیت سے مجھے دیکھتے ہیں۔ آپس میں ایک دوسرے کو میری طرف متوجہ کرتے ہیں۔ اور میری وضع پر دلچسپی کا اظہار ہوتا ہے۔ وہ ایک نئی وضع پر خوش ہوتے ہیں۔ اور میں اس خیال پر خوش ہوتا ہوں کہ یہ صورتیں تبلیغ کے واسطے مجھے دی گئی ہیں۔ اور دعا کرتا ہوں کہ یا اللہ حقیقت اسلام ان پر کھول۔ اور انہیں قبول کرنے کی توفیق دے تاکہ نار جہنم ان خوبصورت چہروں پر حرام ہو جائے میرا سبز عمامہ بھی میرے لئے اشتہار کا کام دے رہا ہے

فرانسیسی کتاب ملک فرانس میں اشاعت کے واسطے ٹیچنگز آف اسلام کا ترجمہ چھپکر طیار ہوتا ہے۔ اسکی چھپائی کے واسطے قریباً سات سو روپیہ ڈاکٹر محمد حسین شاہ صاحب۔ بابو عبدالرحیم صاحب۔ ڈاکٹر محمد عبداللہ صاحب و دیگر احباب کرام نے جو فرانس میں تھے۔ اور آج کل بصرہ بغداد کی طرف ہیں۔ چندہ کیا تھا۔ جزاہم اللہ الخیر مگر اسپر قریباً دو سو روپیہ اور ہم کو یہاں سے دینا پڑا ہے اب اسکے اشتہار کے واسطے جو اخباروں میں ہونا چاہیئے اور بعض ایڈیٹر وغیرہ لوگوں کو مفت روانہ کرنے کے واسطے قریباً چار سو روپے کی ضرورت ہے۔ جو بہت جلد ہمیں پہنچنا چاہیئے۔ تاکہ کتاب بیکار نہ پڑی رہے۔ روپیہ معرفت حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالےٰ جمع ہو کر آنا چاہیئے

محمد صادق عفی اللہ عنہ

لنڈن ۷۔ اپریل ۱۹۱۶ء